داڑھی کیوں؟

مؤلف

حافظ خالد محمود خضر

ایم ایس سی، فاضل قرآن اکیڈمی

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501

www.tanzeem.org

عرضِ مؤلّف

بر طبع جدید

داڑھی اسلام کا ایک اہم شعار اور نبی اکرم ﷺ کی مستقل سنت ہے۔ پیش نظر مضمون ''داڑھی کیوں؟'' راقم نے آج سے تقریباً اٹھارہ سال قبل تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی ناظم تربیت کی ہدایت پر تنظیم کے رفقاء اور دیگر احباب کی راہنمائی کی غرض سے مرتب کیا تھا۔ چنانچہ اوّلاً یہ مضمون ماہنامہ میثاق لاہور کی اگست ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں اور بعد ازاں کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس مضمون کو مختلف مکاتب فکر کے علماء نے بھی پسند فرمایا اور عوامی سطح پر بھی اس کی پذیرائی ہوئی۔ بہت سے لوگوں نے اس مضمون کے مطالعے کے بعد اپنے چہروں کو داڑھی جیسی دلپذیر سنتِ نبویؐ سے مزین کر لیا۔ اس کتابچے کے یکے بعد دیگرے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے لیکن اب یہ کچھ عرصے سے آؤٹ آف پرنٹ تھا۔ حال ہی میں جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے نقیب سہ ماہی مجلّہ نداء الجامعہ لاہور نے یہ مضمون دو اقساط میں شائع کیا۔ مکتبہ خدام القرآن اس کتابچے کو طویل تعطل کے بعد شائع کر رہا ہے۔ طبع جدید کے لیے رفیق مکرم ابو عبدالرحمٰن شبیر بن نور نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کر دی ہے۔ **فجزاہ اللہ احسن الجزاء**

اِس وقت اُمتِ مسلمہ عالمی سطح پر جن حالات سے گزر رہی ہے ان میں مسلمانوں

کے لیے دین کے شعائر پر کار بند رہنا اور ایک دوسرے کو اس کی تاکید و تلقین کرتے رہنا بہت ضروری ہے۔ اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ہمارے موجودہ حکمران دین اسلام کو مزعومہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی سان پر چڑھا کر ''دین الٰہی'' کا جو نیا ایڈیشن تیار کرنا چاہتے ہیں اُس میں مسلمان عورت کا پردہ اور مسلمان مرد کی داڑھی خاص طور پر اِن کا ہدف ہیں۔ چنانچہ ان دونوں شعائر کے خلاف حکومتی سطح پر باقاعدہ منظّم انداز میں شیطانی مہم چلائی جا رہی ہے اور سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والے مسلمانوں کو حساس اداروں سے نکالے جانے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ ان حالات میں ہر مسلمان کے لیے اپنی استعداد کے مطابق امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا ضروری ہے۔ اسی احساس کے پیش نظر یہ کتابچہ نظر ثانی کے بعد بڑے پیمانے پر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو ہم سب کے لیے دُنیوی فلاح اور اُخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

حافظ خالد محمود خضر
مدیر شعبہ مطبوعات

۱۳/دسمبر ۲۰۰۶ء

۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ

داڑھی کیوں؟

الحمد للّٰہ وکفی، والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفیٰ، خصوصًا
علٰی افضلھم وخاتم النبیین محمدٍ الامین، وعلٰی آلہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اس کی خلقت کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوا: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ (التّین) ''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا''۔ یعنی اسے تمام مخلوقات میں سب سے اچھی اور متناسب جسمانی ہیئت اور شکل وصورت عطا فرمائی، اس کے جسد خاکی میں اپنی روح پھونکی اور اسے سمع و بصر، عقل وفہم اور حکمت وتدبر کی قوتیں ودیعت فرمائیں جو دراصل صفاتِ الٰہیہ کا مظہر ہیں۔ گویا اس اعتبار سے انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو ہے۔ انسان کے ''احسن تقویم'' ہونے کا بہترین اظہار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شخصیات میں نظر آتا ہے، جبکہ جملہ انبیاء ورُسل کے ظاہری و باطنی محاسن اور شمائل کا احسن ترین نقش نبی آخر الزمان محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے سیرت وکردار اور آپؐ کی ظاہری وضع قطع کو آپؐ کے صحابہ کرام ؓ نے اپنی زندگیوں میں محفوظ کرلیا اور آپؐ کی سنّت وسیرت نسلاً بعد نسلٍ تواتر کے ساتھ ہر دَور میں محفوظ رہی۔

آج اُمت مسلمہ عالمی سطح پر جس زوال وانحطاط کا شکار ہے اُس کی بنیادی وجہ قرآن حکیم اور سنتِ نبویؐ سے بے اعتنائی اور ایمانِ حقیقی سے محرومی ہے۔ لٰہذا اگر مسلمان دنیا میں عزت وسربلندی اور آخرت میں نجات وفلاح کے طالب ہیں تو انہیں قرآن وسنت کو حرزِ جان بنانا ہوگا اور ان کی روشنی میں حقیقی مسلم ومؤمن بننے کی بھرپور

کوشش کرنا ہوگی۔ اس ضمن میں ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح یکساں ضروری ہے۔ ایک مردِ مسلمان باطنی طور پر ایمانِ حقیقی‘ تقویٰ‘ خدا ترسی اور اسلامی اخلاق کا پیکر ہو تو اس کے ظاہر میں بھی اُس نقشے کا عکس موجود ہو جو نقشہ ہمیں حدیث و سیر کی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ظاہری وضع قطع اور چال ڈھال کے متعلق ملتا ہے۔ جس طرح جسم انسانی کے باطن میں سب سے اہم عضو ’’قلب‘‘ یعنی دل ہے‘ اسی طرح اس کے ظاہر میں سب سے نمایاں اور امتیازی حصہ چہرہ ہے جو پورے جسم کے حسن و جمال کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس کی تعلیمات میں چہرے کی زیب و زینت کو فطرت سے ہم آہنگ رکھنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک نہایت اہم چیز سنت نبویؐ کے مطابق چہرے کی تزئین ہے۔ پیش نظر تحریر میں دین میں داڑھی کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی شرعی مقدار کی طرف بھی توجہ دلائی جائے گی تاکہ اس معاملے میں کوتاہی کرنے والے حضرات اپنے عمل کی اصلاح کی طرف مائل ہو سکیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل نکات لائق توجہ ہیں:

(۱) تقاضائے فطرت

فطرتِ انسانی میں معروف و منکر یعنی بھلے اور برے کی تمیز فاطرِ فطرت کی طرف سے ودیعت شدہ ہے اور ایک سلیم الفطرت اور سلیم الطبع انسان اپنے نورِ فطرت کی روشنی ہی میں ایسی وضع قطع اختیار کر سکتا ہے جو احسن الخالقین کے منشاء کے مطابق ہو۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ...... الخ)) (۱)

’’دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں: مونچھیں کٹوانا‘ داڑھی بڑھانا‘ مسواک کرنا‘ ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنا‘ ناخن کاٹنا‘ انگلیوں کے جوڑوں کے اوپر

(۱) صحیح مسلم‘ کتاب الطهارة‘ باب خصال الفطرة‘ ح ۲۶۰۔ وسنن ابی داوٗد‘ ح ۵۳۔ وسنن الترمذی‘ ح ۲۷۵۸۔ وسنن النسائی‘ ح ۵۰۵۵۔ وسنن ابن ماجه‘ ح ۲۹۳۔

کے حصے کو صاف رکھنا' بغل کے بال صاف کرنا' زیر ناف کے بال صاف کرنا' پانی سے استنجاء کرنا......'' اور راوی کا کہنا ہے کہ وہ دسویں چیز بھول گیا۔

اس حدیث کی تشریح میں محدثین کرام نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان فطری امور کو ترک کر دینے والا اشرفِ انسانیت سے محروم ہو جاتا ہے ــــــ اور اگر کسی کی صورت انسانوں جیسی ہی نہ رہے تو مسلمانوں جیسی کہاں رہے گی!

ابلیس لعین جب نافرمانی و سرکشی کے باعث بارگاہِ ربّ العزت سے دھتکارا گیا تو اس نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی اور کہا: ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ﴾ (النّساء: ۱۲۰) ''اور میں لازماً اُن کو حکم دوں گا جس سے یہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو لازماً بگاڑا کریں گے''۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ داڑھی منڈانا بھی صورت بگاڑنے میں شامل ہے۔ گویا آدم علیہ السلام کا ازلی دشمن شیطانِ مردود بنی آدم کو راہِ ہدایت سے بھٹکانے اور گمراہی کے گڑھوں میں دھکیلنے کے لیے جو ذرائع اور ہتھکنڈے اختیار کرتا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہیں خوبصورت بنانے کا جھانسہ دے کر فطری زینت سے محروم کر دیتا ہے۔

(۲) جملہ انبیاء کی سنت

انسانوں میں انبیاء و رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ممتاز اور برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کا نورِ فطرت درجۂ کمال کو پہنچا ہوتا ہے' اور اس کے ساتھ نورِ وحی کا اتصال نورٌ علیٰ نور کا مصداقِ کامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر علماءِ کرام نے مندرجہ بالا حدیث میں ''فطرت'' سے سننِ انبیاء مراد لی ہیں۔ یعنی مذکورہ دس چیزیں (جن میں سے اوّلین مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا ہیں) جملہ انبیاء و رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں سے ہیں' جو بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے اور ہمیں ان کی اقتداء و پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ الانعام کے رکوع ۱۰ میں اٹھارہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے گرامی ذکر کر کے فرمایا گیا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی برگزیدہ جماعت ہی صراطِ مستقیم پر گامزن تھی' اور اس کے ساتھ ہی محمدٌ

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا: ﴿اُولٰٓـئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰـهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ط﴾ (الانعام:۹۰) ''یہ (انبیاءِ کرام) ہی ایسے حضرات تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی' تو آپ ؐ بھی ان ہی کے طریقے پر چلیے!''

خود قرآن یہ گواہی دیتا ہے کہ داڑھی انبیاء و رُسل علیہم السلام کی سُنت ہے ــــــ وہ انبیاء و رُسل جن کو اللہ نے ہدایت سے سرفراز فرمایا تھا اور جو انسانیت کی معراج ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی کا ذکر اِن الفاظ میں موجود ہے:

﴿قَالَ يَبْنَـؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ج﴾ (طٰہٰ:۹۴)

''(ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے) کہا: اے میرے ماں جائے بھائی! تم میری داڑھی نہ پکڑو اور میرے سر کے بال نہ کھینچو!''

(۳) اتباعِ رسول ؐ کا تقاضا

دنیا کا عام دستور ہے کہ لوگ جس شخصیت سے محبت کرتے ہیں یا کسی وجہ سے اس سے متأثر ہوتے ہیں اس کی وضع قطع اور چال ڈھال اختیار کرنے کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک دَور میں آنجہانی ماؤزے تنگ کی ''ماؤ کیپ'' سوشلسٹ دنیا کے علاوہ ہمارے یہاں کے ماؤ نواز حلقوں میں بھی بہت زیادہ مقبول ہوئی تھی۔ اسی طرح بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح سے اظہارِ عقیدت کے طور پر اُن کی ٹوپی اور شیروانی نے ہمارے لیے قومی لباس کا درجہ اختیار کر لیا۔ اس ضمن میں سکھ مذہب کے پیروکار اِس انتہا پر پہنچے کہ اپنے گرو گوبند سنگھ کے اتباع میں انہوں نے خلافِ فطرت پابندیوں کو بھی قبول کیا اور اُن کے ہاں سر اور داڑھی تو درکنار' جسم کے کسی بھی حصے سے بال کاٹنا حرام قرار پایا۔ لیکن ایک ہم ہیں جو دینِ فطرت کے پیروکار ہوتے ہوئے اپنے اُس آقا و مولا اور محسن و مربی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وضع قطع ترک کرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں جس نے انسان کو حیوانیت کی سطح سے بلند کر کے تہذیب وتمدن کا شعور بخشا۔

شاہِ برطانیہ جارج پنجم سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے داڑھی کیوں رکھی؟ اُس نے جواب دیا: میں نے داڑھی اُس شخص کے چہرے پر دیکھی ہے جو مجھے اس دنیا میں

سب سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے' یعنی میرا باپ ایڈورڈ ہفتم۔ اسی لیے میں نے داڑھی رکھی ہے' کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔لیکن ہمارا ملی المیہ یہ ہے کہ ہماری زبانیں اپنے نبیٔ محترم ﷺ کی مدح ونعت کرتے اور ان سے عشق ومحبت کا دم بھرتے نہیں تھکتیں' مگر ہم آنحضور ﷺ کی پسند اور ناپسند کو اپنی پسند وناپسند کا معیار نہیں بنا سکتے۔ ہم صدیوں تک ہندوؤں کے ساتھ رہتے رہتے ان کی معاشرت کے خوگر ہو گئے اور ہماری معاشرتی رسومات پر ہندوانہ تمدن کی گہری چھاپ پڑ گئی۔ رہی سہی کسر انگریز کے دورِ غلامی نے نکال دی اور ہماری نگاہیں مغربی تہذیب کی ظاہری چکا چوند سے اس طرح خیرہ ہوئیں کہ وہ قوم جو دنیا کو تہذیب وتمدن اور آدابِ معاشرت سکھانے آئی تھی وہ اغیار کی تہذیب اپنانے کو اپنے لیے باعثِ شرف سمجھنے لگ گئی' اور ہم نے یورپی لباس زیب تن کرنے اور ٹائی کا پھندا اپنی گردنوں میں ڈالنے پر ہی اکتفا نہیں کیا' بلکہ اپنے چہروں کو بھی سنتِ نبویؐ کے جمال سے محروم کر ڈالا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

اُمت مسلمہ اگر محض رسمِ دنیا اور دستورِ زمانہ ہی کی رعایت کرتی تو بھی اپنے قائدِ حقیقی ﷺ کی ایک ایک سنت اس قابل تھی کہ اسے حرزِ جاں بنایا جاتا' لیکن اس پر مستزاد یہ کہ خود خالقِ کائنات نے ہمیں آنحضور ﷺ کے اتباع کا حکم فرمایا۔قرآن حکیم میں نبی کریم ﷺ سے بایں الفاظ خطاب فرمایا گیا:

﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ﴾

(آل عمران: ۳۱)

''(اے نبیؐ! اہل ایمان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو' نتیجتاً اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری لغزشوں سے درگزر فرمائے گا''۔

گویا اتباعِ رسولؐ کا راستہ محبوبیتِ الٰہی کا راستہ ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ کا اتباع کرنے والا خود اللہ کا محبوب بن سکتا ہے۔ اور اتباعِ رسولؐ کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نورانی سنتوں سے اپنی شخصیتوں کو منور کیا جائے۔

بعض نادان اس بنیاد پر داڑھی اور دیگر سنتوں کا التزام ضروری نہیں سمجھتے کہ ان

کے خیال میں نبی اکرم ﷺ کی ان عادات کا تعلق آپؐ کے اپنے شخصی مزاج‘ قومی طرزِ معاشرت اور اپنے عہد کے تمدن سے تھا۔ لیکن ان کا یہ طرزِ استدلال قرآن وحدیث کی روشنی میں اس طرح غلط ہے کہ اوّلاً تو قرآن نے اتباعِ رسول ﷺ کا حکم دیا ہے اور اتباع کا دائرہ آپ ﷺ کی تمام سنتوں کا احاطہ کرتا ہے‘ خواہ دعوت واقامتِ دین جیسی عظیم سنت ہو جو آنحضرت ﷺ کے مقصدِ بعثت سے تعلق رکھتی ہو اور خواہ اس کی نسبت سے وہ چھوٹی چھوٹی سنتیں ہوں جن کا تعلق آپؐ کی روزمرہ زندگی کے معمولات سے ہو ـــــ اور ثانیاً اس بات کا سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ ایسی تمام سنتیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہ فرمایا ہو اور اُمت کو انہیں اختیار کرنے کا حکم بھی فرما دیا ہو‘ ان کا تعلق آنحضور ﷺ کے اپنے معاشرے کے رسم ورواج اور آپؐ کے عہد کے تمدن تک محدود نہیں رہتا‘ بلکہ یہ دین میں سنن مؤکدہ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں‘ جن پر عمل ہر اُمتی کے لیے لازمی وضروری ہوتا ہے اور جن کا ترک کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے زمرے میں آتا ہے۔ معلوم نہیں اس قسم کے مغالطے پیدا کرنے والے حضرات کو قرآن کریم کے صفحات میں یہ آیۂ مبارکہ کیوں نظر نہیں آتی:

﴿وَمَا اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج﴾ (الحشر:۷)

’’اور رسول تمہیں جس بات کا حکم دیں اس پر کاربند ہو جاؤ اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ!‘‘

(۴) داڑھی کا وجوب فرمانِ نبویؐ سے

داڑھی کی ضرورت واہمیت کے بارے میں مندرجہ بالا نکات یعنی اس کا تقاضائے فطرت ہونا‘ جملہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بالاجماع اس کو اختیار کرنا اور خصوصاً نبی اکرم ﷺ کا اس سنت مبارکہ پر ہمیشہ عمل پیرا رہنا ایسے نکات ہیں جن سے داڑھی رکھنے کے وجوب پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ گویا اگر بالفرض رسول اللہ ﷺ داڑھی رکھنے کا صراحتاً حکم نہ بھی دیتے تب بھی اُمت کے لیے اس پر عمل لازم تھا۔ لیکن اس بارے میں ذخیرۂ احادیث میں ایک دو نہیں‘ متعدد احادیث نبویؐ ملتی ہیں

جن میں آنحضورﷺ نے صراحت کے ساتھ اور بڑے تاکیدی انداز میں صرف داڑھی رکھنے ہی کا نہیں' داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے' لہٰذا شرعاً اس کے واجب ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اس سلسلے کی احادیث بخاری' مسلم' مالک' ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور دیگر ائمۂ حدیث نے روایت کی ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین!

پہلے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی چند احادیث نبویہؐ ملاحظہ ہوں:

(۱) ((اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰی)) (۲)

(۲) ((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰی)) (۳)

دونوں احادیث کا مفہوم ایک ہی ہے۔ یعنی مونچھوں کو خوب کم کرو' اور داڑھیوں کو خوب بڑھنے دو یا اپنے حال پر چھوڑ دو۔

(۳) ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰی وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ)) (٤)

وفی روایة : ((اَوْفِرُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ)) (٥)

(٤) ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفُوا اللِّحٰی)) (٦)

ان دونوں احادیث کے معنی یہ ہوئے کہ مشرکین کی مخالفت کرو' مونچھوں کو خوب باریک کرو اور داڑھیوں کو خوب بڑھاؤ!

(٥) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ ، وَأَوْفُوا اللِّحٰی ، خَالِفُوا الْمَجُوْسَ)) (۷)

وفی روایة :((وَأَرْخُوا اللِّحٰی)) بالخاء المعجمة

وفی روایة اُخری : ((وَأَرْجُوا اللِّحٰی)) بالجیم واصله اَرْجِئُوا

''مونچھوں کو کترنے میں مبالغہ کرو' اور داڑھیوں کو خوب زیادہ کرو' مجوسیوں کی

---

(۲) صحیح البخاری' کتاب اللباس' باب اعفاء اللحیة' ح ٥٥٥٤۔

(۳) صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب خصال الفطرة' ح ۲٥۹۔وموطا امام مالك۲/۹٤۷۔ وسنن ابی داوٗد' ح٤۱۹۹ ۔ وسنن الترمذی' ح ۲۷٦۳ و ۲۷٦٤۔

(٤) صحیح البخاری' کتاب اللباس' باب تقلیم الاظفار' ح ٥٥٥۳۔

(٥) مشکوٰۃ المصابیح' ح ٤٤۲۱۔

(٦) صحیح مسلم' کتاب الطھارۃ' باب خصال الفطرۃ' ح ۲٥۹۔

(۷) صحیح مسلم' ح ۲٦۰۔ حدیث ۲٥۹ کے تحت مختلف الفاظ بیان ہوئے ہیں۔

مخالفت اختیار کرو!''

مندرجہ بالا احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے داڑھیاں بڑھانے کے لیے امر صریح کے چھ صیغے نقل ہوئے ہیں: أَعْفُوْا، أَوْفُوْا، أَرْخُوْا، أَرْجُوْا، وَفِّرُوْا اور أَوْفِرُوْا —— اوران چھ میں سے کسی ایک کے معنی بھی محض داڑھی رکھنے کے نہیں ہیں، بلکہ داڑھی بڑھانے، بڑھنے دینے، خوب زیادہ کرنے اور اسے اپنے حال پر چھوڑ دینے کے ہیں۔ اور فقہ کا اصول یہ ہے کہ ''اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوبِ ''یعنی امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، اور خارجی قرائن کے بغیر اس سے اباحت یا استحباب مراد نہیں لیا جا سکتا۔ چنانچہ اس ضمن میں اتنی تاکید اور مختلف انداز سے امر کی اس قدر تکرار فقہاء کے نزدیک اس مسئلے کے واجب شرعی ہونے کی واضح دلیل ہے اور اس سے گریز و انحراف کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ اتنی تصریح کے باوجود بھی اگر کسی نے اپنے ذہن میں اس خیالِ خام کو جگہ دے رکھی ہو کہ ممکن ہے یہاں امر محض اخلاقی حکم کے طور پر آیا ہو تو اس کے اس شبہ کا ازالہ مندرجہ ذیل حدیث سے ہو جانا چاہیے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ **عَنِ النَّبِيِّ** ﷺ **اَنَّهُ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ** وفی روایة: **اِعْفَاءِ اللِّحٰی** (۸)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے مونچھیں پست کرنے اور داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا ہے''۔

یہ احادیث اُن حضرات کے پیدا کردہ مغالطے دور کرنے کے لیے بھی کفایت کرتی ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ نے داڑھی کے متعلق صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ بس رکھی جائے۔ حالانکہ نبی مکرم ﷺ نے محض داڑھی رکھنے کا نہیں بلکہ بتکرار و اعادہ داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی، خشخشی، فرنچ کٹ اور بقول مولانا ظفر علی خان مرحوم ''مولوی دیدار علی کی داڑھی'' (۹) قسم کی

(۸) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ح ۲۵۹۔ وسنن الترمذی، ح ۲۷٦٤۔

(۹) مولانا ظفر علی خان نے مولوی دیدار علی کی داڑھی پر اِن الفاظ میں پھبتی کسی تھی ؎

پال کے آم کی چوسی ہوئی گٹھلی کا سوف یا کہ ہے مولوی دیدار علی کی داڑھی!

داڑھیاں شارع علیہ السلام کا مطلب ومنشا پورا نہیں کرتیں۔

(۵) داڑھی منڈانے میں کفار سے مشابہت

مذکورہ بالا احادیث نبویہؐ میں ((خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ)) اور ((خَالِفُوا الْمَجُوْسَ)) کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی منڈانا اور پست کرانا مشرکین اور مجوسیوں کا شیوہ تھا' لہٰذا ان کی مخالفت میں داڑھیاں خوب بڑھانے کا حکم دیا گیا۔ کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے بچنا اور ان کی وضع قطع اور طور طریقوں کی مخالفت ہمارے دین کی مستقل تعلیم ہے۔ چنانچہ حدیثِ نبویؐ ہے:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (۱۰)

''جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو (انجامِ کار) وہ انہی میں سے ہوگا''۔

دنیا میں کسی بھی قوم کا تشخص اور مستقل وجود اسی صورت میں قائم ہوسکتا اور باقی رہ سکتا ہے جبکہ وہ وضع قطع اور تہذیب و ثقافت میں اپنی امتیازی خصوصیات برقرار رکھے۔ چنانچہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ملتِ اسلامیہ اُن نظریاتی اور عملی امتیازات کا دل و جان سے تحفظ کرے جو دین اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتے ہیں' اور جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے اطاعت شعاروں کی اُس کے باغیوں اور سرکشوں سے تمیز کی جاسکتی ہے۔ انہی امتیازات کو شعائر اسلام کہا جاتا ہے اور اِن میں داڑھی بھی اسلام کا ایک اہم شعار ہے۔

(٦) داڑھی منڈانے میں عورتوں سے مشابہت

داڑھی نہ رکھنے میں جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریح نافرمانی کے علاوہ کفار سے مشابہت کے گناہ کا پہلو بھی ہے' وہاں اس عملِ قبیح میں گناہ کا ایک مزید پہلو عورتوں سے مشابہت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ جسمانی ہیئت عطا فرمائی ہے اور اس بات کو سخت ناپسند کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی

(۱۰) مسند احمد ۵۰/۲' ح ۵۱۱٤ و ۹۰/۲' ح ٥٦٦٧۔ وسنن ابی داوٗد' کتاب اللباس' باب فی لبس الشهرة' ح ٤٠٣١۔

مشابہت اختیار کریں۔ قاری محمد طیب صاحبؒ اپنی تالیف ''داڑھی کی شرعی حیثیت'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اگر وہ تشبّہ (یعنی تشبّہ بالکفار) اس وجہ سے گناہ تھا کہ اس سے دو گروہوں کا خصوصیاتی فرق مٹ کر حدودِ الٰہی کی تخریب ہو جاتی تھی تو یہ تشبّہ (یعنی تشبّہ بالنساء) بھی اسی لیے گناہ ہوگا کہ اس سے دو صنفوں کا خصوصیاتی فرق مٹ کر حدودِ خداوندی کی تخریب ہوتی ہے۔ اس لیے شریعت نے اس تشبّہ کو بھی، خواہ مرد عورت سے کرے یا عورت مرد سے، لعنت قرار دیا ہے کہ یہ خدا کی بنائی ہوئی حدود کو مٹانا ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (۱۱)

''رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مَردوں پر اور مَردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر''۔

(۷) داڑھی منڈانا مُثلہ ہے

کسی کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر شکل بگاڑ دینے کو مُثلہ کہا جاتا ہے، جو شریعت میں حرام ہے، خواہ یہ سلوک کسی دوسرے انسان کے ساتھ کیا جائے یا خود اپنی شکل و صورت کے ساتھ۔ داڑھی مونڈنے کے بارے میں امام ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

واتّفقُوا انّ حلق جميع اللّحية مُثلةٌ لا تجوز (۱۲)

''(اُمت کے سب علماء کا) اس پر اتفاق ہے کہ داڑھی مونڈنا مُثلہ ہے اور یہ جائز نہیں ہے''۔

ظاہر ہے کہ جب مونڈنا جائز نہیں تو رکھنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی داڑھی کے

---

(۱۱) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح۵۵۴۶۔ اس مفہوم میں سنن ابی داوٗد، ح ۴۰۹۸ و ۴۰۹۹ بھی ہیں۔

(۱۲) مراتب الاجماع، ص ۱۵۷۔

دُور کرنے کو مُثلہ ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ جنگ جمل کے موقع پر جب بصرہ کے گورنر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی داڑھی نوچ ڈالی گئی تو اسے مُثلہ ہی کہا گیا۔

فقہاء نے بھی داڑھی کے نوچنے یا مونڈنے کو ناک یا کان کاٹنے کی طرح مُثلہ ہی قرار دیا ہے اور اسے قابلِ تاوان جرم ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی کسی شخص کی داڑھی زبردستی مونڈ ڈالے تو مونڈنے والے پر ناک کان کی دیت کے برابر دیت لازم ہوگی' کیونکہ اس نے ایک شخص کا جمال ضائع کر دیا (۱۳)۔ پس ثابت ہوا کہ داڑھی منڈانے والے حضرات خود اپنا مثلہ کرتے ہیں اور اللہ کی بنائی ہوئی شکل وصورت کو بگاڑتے ہیں۔

واضح رہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک مونچھوں کا استرے سے مونڈنا بھی مُثلہ ہے' کیونکہ احادیث میں مونچھیں کترانے' خوب باریک کرنے اور کاٹنے میں مبالغہ کرنے کا حکم ہے' کہیں بھی سرے سے مونڈ ڈالنے کا حکم نہیں ہے۔

(۸) داڑھی منڈانا قومِ لوطؑ کا عمل

علامہ آلوسیؒ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ابن عساکر وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ قومِ لوطؑ میں دس خصلتیں تھیں' جن کی وجہ سے وہ ہلاک کی گئی۔ ان دس میں علاوہ دیگر بدخصلتوں کے' داڑھیاں منڈانا اور مونچھیں بڑھانا بھی روایت کیا ہے۔

(۹) داڑھی منڈانے والوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ ناپسندیدگی

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے اپنے رسالہ ''داڑھی کا وجوب'' میں اور قاضی شمس الدین صاحب نے ''داڑھی کی اسلامی حیثیت'' میں مستند تاریخی حوالوں سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ کسریٰ شاہِ ایران کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوبِ مبارک پہنچا تو اس نے غصے میں آ کر اس کو چاک کر دیا اور یمن میں اپنے گورنر باذان کو حکم بھیجا کہ اس شخص (محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجا

---

(۱۳) ملاحظہ ہو 'ھدایہ' کتاب الدیات۔ والمغنی لابن قدامہ ۱۲/۱۱۷' باب دیات الجراح' مسئلہ ۱۴۸۷' طبع مصر۔

جائے۔ چنانچہ باذان نے اس مقصد کے لیے ایک فوجی دستہ مأمور کیا۔ اس دستے کے دو افسر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو رعبِ نبوت کی وجہ سے ان کی رگہائے گردن تھرتھرا رہی تھیں۔ مجوسیوں کے دستور اور فیشن کے مطابق ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اُن کی یہ مکروہ شکل بہت ناگوار گزری۔ آپؐ نے اپنا رُخِ انور اُن سے پھیرلیا اور فرمایا تم پر ہلاکت ہو' کس نے تمہیں ایسا حلیہ بنانے کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے ربّ (کسریٰ) نے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن میرے ربّ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے!''

ہمارے لیے غور وفکر کا مقام ہے کہ جب غیر مسلم سفیروں کی اس خلافِ فطرت شکل وصورت سے اللہ کے رسول ﷺ کو اتنی تکلیف پہنچی کہ آپؐ نے ان سے مُنہ پھیرلیا' تو قیامت کے روز اپنے اُمتیوں کی ایسی ہی مکروہ صورتوں سے آپؐ کو کس قدر تکلیف ہو گی! اور اگر وہ ذاتِ محترم ہی ناگواری اور بے زاری سے مُنہ پھیر لے جس کی شفاعت آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے' تو یہ کتنا بڑا خسارہ اور کس قدر محرومی ہوگی —— ذرا غور تو کریں!

(۱۰) رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک کی کیفیت

رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کی کیفیت اور مقدار کی مندرجہ ذیل احادیث سے بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ وضو فرماتے تو پانی کی ایک لپ لے کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے۔ پس اس سے اپنی داڑھی کا خلال فرماتے اور کہتے کہ ''اسی طرح میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے''۔(۱٤)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی داڑھی کا خلال فرمایا

(١٤) سنن ابی داوٗد' کتاب الطھارة' باب تخلیل اللحیة' ح ١٤٥۔

کرتے تھے‘‘۔[۱۵]

خلال کے اصطلاحی معنی وضو کے دوران ہاتھوں کی انگلیوں کو داڑھی کے بالوں میں اندر کی جانب سے داخل کر کے باہر کو نکالنا ہیں۔ مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک دراز تھی‘ ورنہ چھوٹی داڑھی میں خلال کی کیا ضرورت ہے! وہاں تو پانی خود بخود جلد تک پہنچ جاتا ہے۔ اب چھوٹی چھوٹی اور خشخشی داڑھیوں والے حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ نہ صرف اُن کی داڑھیاں سنتِ نبویؐ کے مطابق نہیں ہیں‘ بلکہ وہ وضو میں داڑھی کا خلال کرنے کی سنت سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی داڑھی کی کیفیت اس طرح بیان کی گئی ہے:

((وَكَانَ [رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ] كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ))[۱٦]

’’رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی‘‘۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں‘ جسے بخاری اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے‘ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک کے گھنا اور دراز ہونے کی یہ کیفیت ملتی ہے کہ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سِرّی نمازوں (ظہر اور عصر) میں آپؐ کی داڑھی مبارک کی حرکت دیکھ کر سمجھ لیا کرتے تھے کہ آپؐ قراءت فرما رہے ہیں۔[۱۷]

اسی طرح کئی اور احادیث سے بھی آپ ﷺ کی ریش مبارک کا خوب گھنا اور دراز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ رسولؐ کی تعمیل اور اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی من پسند چھوٹی چھوٹی داڑھیوں کے جواز کے دلائل ڈھونڈنے کے

(۱۵) سنن الترمذی‘ ابواب الطھارۃ‘ باب تخلیل اللحیۃ‘ ح ۳۰۔ و سنن الدارمی ۱/۱۷۸‘ باب فی تخلیل اللحیۃ‘ ح ۷۱۰۔

(۱٦) صحیح مسلم‘ کتاب الفضائل‘ باب شیبہ ﷺ۔

(۱۷) صحیح البخاری‘ کتاب صفۃ الصلاۃ‘ باب القراءۃ فی الظھر وفی العصر‘ ح۷۲٦و۷۲۷۔ و سنن ابی داوٗد‘ کتاب الصلاۃ‘ باب القراءۃ فی الظھر‘ ح ۸۰۱۔

بجائے آنحضور ﷺ کے عمل کو اختیار کرلیا جائے۔

(۱۱) داڑھی کی شرعی مقدار

اب رہا یہ سوال کہ شرعی طور پر داڑھی کی کوئی حد بندی بھی ہے یا نہیں، تو جان لینا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے مطلقاً داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اس کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں فرمائی کہ اس حد تک پہنچنے پر داڑھی کا بڑھانا بند کر دیا جائے۔ البتہ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ہمیں داڑھی کو معتدل رکھنے کے لیے اسے تراشنے کی حد ضرور مل جاتی ہے، یعنی داڑھی کے بال اصلاح طلب ہوں تو اُن کی تراش خراش کی جائے، لیکن مقررہ حد سے زیادہ نہ تراشی جائے۔ تو آیئے اس مقررہ حد کی تعیین کے لیے احادیث کی طرف رجوع کریں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا قَالَ اَبُوْعِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ(۱۸)

''حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی داڑھی کے طول وعرض میں سے کچھ حصہ تراش دیا کرتے تھے''۔

یہ تراشنا کس حد تک ہوتا تھا؟ احادیثِ مبارکہ سے نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک (اس تراشنے کے باوجود) کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے زیادہ ثابت ہوتی ہے، جس میں آپ ﷺ خلال فرماتے، کنگھی سے اس کو درست فرماتے، اور اس کے گنجان اور دراز ہونے کا یہ عالم تھا کہ اس نے سینۂ مبارک کے اوپر کے حصے کے طول و عرض کو بھر رکھا تھا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا بچشمِ سر

(۱۸) سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی الاخذ من اللحیة، ح ۲۷۶۲۔ حدیث شدید ضعیف ہے لیکن بعض اہل علم نے حضرات عمر اور عبداللہ بن عمر i کے عمل سے استدلال کرتے ہوئے مٹھی سے بڑی داڑھی کاٹنے کی اجازت دی ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ۳۶۲/۱۰ طبع الریان۔

مشاہدہ کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے یہ جاں نثار ساتھی آپؐ کے اقوال کو اپنے سینوں میں اور آپؐ کے افعال کو اپنی زندگیوں میں محفوظ کر لیتے تھے' لہٰذا ان سے بڑھ کر آپؐ کی سنتوں کا شیدائی اور آپؐ کی وضع قطع کا اتباع کرنے والا کون ہو سکتا ہے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو حضرات اپنی داڑھیاں تراشتے تھے وہ ایک قبضہ (مشت) سے زائد ہو جانے کی صورت میں تراشتے تھے' اور ظاہر ہے کہ ان حضرات کا یہ عمل اتباعِ سنت ہی کا مظہر تھا' چنانچہ یہ ہمارے لیے معیارِ عمل ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ سے فارغ ہو کر حجامت بنواتے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کو تراش دیتے تھے۔(۱۹) ان کے علاوہ حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ عینی شرح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی بے ڈھب داڑھی کی اصلاح کے لیے قینچی منگوائی' پھر اس کی داڑھی کو مٹھی میں لیا اور ایک شخص کو حکم دیا' جس نے آپؓ کے ہاتھ کے نیچے نکلتے ہوئے بالوں کو کاٹ دیا۔ (بحوالہ ''داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ'')

اِن روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی کی اصلاح اور موزونیت کے لیے اسے طول وعرض میں تراشنا پسندیدہ ہے' لیکن یہ تراشنا ایک مشت سے زائد مقدار میں درست ہو گا' اس سے کم میں نہیں! چنانچہ اس مسئلے پر تمام فقہائے اُمت کا اتفاق ہے کہ داڑھی کا ایک مشت سے کم کرنا جائز نہیں اور اس کا سرے سے صفایا کر دینا سب کے نزدیک حرام ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ''چونکہ خود شارع علیہ السلام نے داڑھی کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی' اس لیے مختلف روایات سے فقہاء ومحدثین نے ایک مشت کی جو حد مقرر کی ہے یہ بہرحال اُن کا استنباط ہے اور کوئی مستنبط حکم وہ حیثیت حاصل نہیں کر سکتا جو ایک منصوص حکم کی ہوتی ہے'' —— ان حضرات کی یہ بات اگرچہ اصولی طور پر درست ہے لیکن اس سے ان کا یہ نتیجہ نکال لانا کہ داڑھی کے چھوٹا یا بڑا ہونے سے کوئی فرق واقع

---

(۱۹) صحیح البخاری' کتاب اللباس' باب تقلیم الاظفار' ح ۵۵۵۳۔

0

نہیں ہوتا، کسی طور سے بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ حکم مستنبط ایک مشت تک داڑھی بڑھانے کو لازم قرار نہیں دیتا، بلکہ حکمِ منصوص جو مطلق تھا (یعنی مطلقاً داڑھیاں بڑھانے کا) یہ اس کو مقید کرتا ہے، اس کی تشریح و توضیح کرتا ہے اور ایک مشت سے زائد کو تراشنے کی گنجائش نکالتا ہے۔ چنانچہ جو حضرات تعاملِ صحابہؓ اور تعاملِ اُمت کے باوجود داڑھی کی ایک مشت مقدار کے قائل نہیں ہیں، منطقی طور پر اُن کے لیے مناسب تر طرزِ عمل یہ ہوگا کہ پھر وہ احادیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے داڑھیوں کو اپنے حال پر بڑھنے دیں اور ان کی تراش خراش سے گریز کریں۔

اسلام میں داڑھی کے مقام اور اس کی حیثیت و اہمیت پر علمائے کرام کی بہت سی تصانیف موجود ہیں۔ موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات ان کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ یہ مختصر سا مضمون احادیث نبویہؐ کی روشنی میں علماء کی تحریروں سے استفادہ کر کے تحریر کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ جو حضرات اس ضمن میں تساہل اور کوتاہی کا شکار ہیں وہ اس سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت سے آگاہی حاصل کر کے اپنے عمل کی اصلاح کر سکیں گے! وَفَّقَنَا اللّٰہُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی

اس مضمون کی تیاری میں قرآن حکیم اور کتب احادیث کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے:

(۱) رسائل ومسائل (حصہ اول)، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
(۲) رسالہ داڑھی کا فلسفہ، سید حسین احمد مدنیؒ
(۳) داڑھی کی شرعی حیثیت، قاری محمد طیبؒ
(۴) داڑھی کا وجوب، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
(۵) داڑھی کی اسلامی حیثیت، قاضی شمس الدینؒ
(۶) کیا اسلام میں داڑھی فرض ہے؟ پروفیسر اشفاق احمد خان
(۷) داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ، مولانا محمد لائل پوری حنفی (ہفت روزہ خدام الدین لاہور، مارچ تا مئی ۱۹۸۷ء)

تنظیمِ اسلامی

مروجہ مفہوم کے اعتبار سے

نہ کوئی سیاسی جماعت نہ مذہبی فرقہ

بلکہ ایک اصولی

اسلامی انقلابی جماعت

ہے جو اولاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں

دینِ حق

یعنی اسلام کو غالب یا بالفاظ دیگر

نظام خلافت

کو قائم کرنے کیلئے کوشاں ہے!

امیر: **حافظ عاکف سعید**